© rasailojaraid.com

محمد عمر فاروق

ترک سیکولرازم ۔۔۔ دینی غیرت اور پاکستانی خواتین

یورپ پر جس وقت جہالت کے دبیز پردے پڑے ہوئے تھے۔ عالم اسلام اپنے دامن میں ایک جدید تہذیب یافتہ اور سائنسی علوم سے منور ملت کا وجود رکھتا تھا اور جب ملت اسلامیہ ٹکڑوں میں تقسیم ہوئی تو دین کی حکمرانی اور دنیا پر فوقیت بھی جاتی رہی۔ پھر غالب اقوام کی بے جا پیروی اور ان کی مرعوبیت نے آج اسے در بدر کر دیا ہے۔ وہ قوم جس نے دنیا والوں کو انداز جہانبانی سکھائے، علم کی روشنی سے آراستہ اور تہذیب و تمدن سے آگاہ کیا۔ آج زبوں حال اور بسمل نیم جاں ہے۔ اسے اس حال تک پہنچانے میں یقیناً غیروں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ مگر اپنوں کی بے پروائی اور بے نیازی کا دخل ان سے کہیں بڑھ کر ہے۔

ترکی جو کبھی خلافتِ عثمانیہ کا مرکز ہوا کرتا تھا۔ وہاں اسلام کو دیس نکالا دیا جا چکا ہے۔ سیکولرزم کے پردے میں اسلام معتوب و مقہور ہے۔ شعائر اسلامیہ کی پاسداری کرنے والوں کو سزائیں ملنا معمول کا حصہ ہیں۔ ایک غیر ملکی خبر رساں ایجنسی کی حسب ذیل خبر نے دل دہلا کر رکھ دیا ہے۔ خبر کے مطابق "گزشتہ دنوں ترک پارلیمنٹ میں اس وقت ہنگامہ کھڑا ہو گیا جب خاتون رکن پارلیمنٹ محترمہ "ایم کیوا کی" حجاب پہنے پارلیمنٹ میں پہنچ گئیں۔ جب وہ ایوان میں داخل ہوئیں تو ہال میں موجود ممبران پارلیمنٹ نے زور زور سے نکل جاؤ نکل جاؤ کے نعرے لگائے۔ اسی دوران نامزد وزیراعظم بلند ایجوت بھی خاتون کے خلاف احتجاج میں شریک ہو گئے۔ احتجاج کا سلسلہ شدید ہونے پر سپیکر نے اجلاس کچھ دیر کے لیے ملتوی کر دیا۔ تاہم جب دوبارہ اجلاس شروع ہوا تو بھی احتجاج کا سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ سپیکر نے پارلیمٹ کا اجلاس دس روز کے لیے ملتوی کر دیا۔ ترکی کے صدر سلیمان ڈیمرل نے خاتون رکن پارلیمنٹ کے اقدام کو آئین کے خلاف قرار دیا۔ ادھر نامزد وزیراعظم بلند ایجوت نے کہا کہ حجاب ترکی کی سیکولر اور جمہوری روایات کے خلاف ہے۔ حجاب پہن کر پارلیمنٹ میں آنا نجی معاملہ نہیں۔ ترک فوج کے ترجمان نے خاتون رکن پارلیمنٹ کے اقدام پر تشویش کا اظہار کیا۔ ترجمان نے کہا کہ حجاب کا معاملہ ہمارے لیے قابل قبول نہیں ہے۔ چونکہ ہم سیکولر روایات کے امین ہیں اور حجاب ان روایات کے برعکس اقدام ہے۔ محترمہ ایم کیوا کی" نے بعد ازاں اخبار نویسوں سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ "جو لوگ سیکولر اور جمہوریت کا نعرہ لگا رہے ہیں۔ انہیں میرے حجاب پر تنقید نہیں کرنی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ میں حجاب پہن کر پارلیمنٹ آتی رہوں گی۔ اور اس اقدام سے باز نہیں آؤں گی۔"

ایک وہ مسلمان تھے جو راجہ داہر کی ستم رسیدہ ایک مسلمان خاتون کی پکار پر جزیرۃ العرب سے وادیٔ سندھ تک آ پہنچے تھے۔ لیکن اب اسے کیا کہا جائے کہ ایک نام نہاد مسلمان حکومت کے ہی ذریعے مسلمان خاتون کے سر سے سکارف اتار رہا ہے اور کوئی روکنے والا نہیں۔ کوئی ٹوکنے والا نہیں کیا یہ ... مسلمان جس ملت کے فرزند تھے۔ وہ مر مٹ کر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دفن ہو چکی ہے؟ مجھے یاد آ رہا ہے کہ ہمارے ایک محترم استاد جناب پروفیسر ملک فتح خان اسلامیات کے پیریڈ میں جب مسلمانوں کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے کہ مسلمان دیانتدار ہوتا ہے۔ حقوق و فرائض کا پابند ہوتا ہے۔ رشوت اور بددیانتی سے بچتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو صفات بیان کرنے کے بعد آخر میں کہا کرتے تھے کہ "یہ سب صفتیں مسلمانوں کی ہیں۔ ہماری نہیں ہیں" اب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس حقیقت بھرے جملے کا اعتراف گمان سے یقین میں بدلتا جا رہا ہے۔

یہی بات ہے کہ ہم موروثی اور روایتی مسلمان تو ہیں عملی مسلمان نہیں۔ مسلمان تو وہ تھے جن کا دن گھوڑے کی پیٹھ پر اللہ کے راستے میں جہاد کرتے اور رات بارگاہ حقیقی میں مصلے پر گزرتی تھی۔ جو عزتوں اور عصمتوں کے نگہبان تھے۔ غیرت و حمیت جن کی روح کا زیور تھی اور جب کسی سے کوئی معاملہ کرتے تو نقصان برداشت کر لیتے مگر زبان سے نہ پھرتے تھے۔ ان کا وجود چلتا پھرتا اسلام تھا۔ وہ جدھر کا رخ کرتے دین کی تبلیغ خود بخود ہونے لگتی۔ اس کے لیے انہیں جماعتیں بنانے کی ضرورت پیش آتی اور نہ مبلغین کی پیشہ ورانہ خدمات سے استفادہ کرنا پڑتا۔ اس لیے کہ ان کا ہر عمل سراپا دین تھا۔ جو غیر مسلموں کی آنکھوں کے راستے ان کے قلب و جگر میں اتر جاتا تھا۔ لیکن ہمارا قول و فعل ان قدسی صفت انسانوں کے ہر قدم سے متصادم اور برعکس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بحیثیت مسلمان قوم پوری دنیا میں ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔

جب دین کی حاکمیت اور زندگی پر اس کا عملاً نفاذ نہ کیا جائے تو پھر ہر شعبۂ حیات میں دل وحشی من مانیوں کی باؤنڈری لائنیں توڑ تاڑ کر عبرت کا مرقع بنا کر رکھ دیتا ہے۔ شرم و حیا، جب دل و دماغ سے رخصت ہو جائے تو غیرت و حمیت بھی انسان سے کوسوں میل دور ٹھکانہ کر لیتی ہے۔ علامہ اقبال نے "بانگ درا" میں غلام قادر رہیلہ کا عبرت آموز واقعہ منظوم کیا ہے کہ جب غلام قادر رہیلہ نے دہلی کے لال قلعے پر قابض ہو کر شہنشاہ تیموری شاہ عالم ثانی کی آنکھیں نوکِ خنجر سے نکال ڈالیں تو شاہی بیگمات کو ناچنے کا حکم دیا۔ یہ حکم ایسی بیگمات کے لیے تھا۔ جن کا حسن سورج، چاند اور ستاروں سے بھی پوشیدہ رہا تھا۔ بیگمات کے دل کانپ رہے تھے۔ لیکن قدم ناچنے پر مجبور تھے۔ غلام قادر رہیلہ کچھ گھڑیوں تک اس منظر کو دیکھتا رہا۔ پھر سر سے خود ہٹایا کمر سے تلوار کھول ڈالی اور خنجر زمین پر رکھ کر بظاہر سو گیا۔ تھوڑی دیر محوِ استراحت رہا۔ مگر شاہی خواتین کے رقص سے اس ظالم کی نگاہیں بھی شرما کر رہ گئیں۔ اٹھا اور ان بیگمات کو مخاطب کر کے کہا کہ

"تمہیں اپنی قسمت سے شکایت نہ کرنی چاہیے۔ میرا سونا محض دکھاوا تھا۔ میری غرض یہ تھی کہ شاید خانوادہ تیموری کی کوئی شہزادی مجھے غافل سمجھ کر تلوار اٹھائے اور میرا سر تن سے جدا کر دے لیکن ایسا کسی نے نہ کیا اور ثابت کر دیا کہ تیموری خاندان میں غیرت باقی نہیں رہی۔ اگر باقی ہوتی تو میں زندہ نہ ہوتا۔ بلکہ کسی شہزادی کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر چکا ہوتا"

غیرت بھی اسی وقت برقرار رہ سکتی ہے۔ جب اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کی تڑپ کسی کے گوشۂ دل میں موجود ہو۔ جب تک قلب و نظر میں غیرت کا بسیرا ہوتا ہے۔ کوئی متنفس آنکھ اٹھا کر بھی کسی پیکر عفت کو دیکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ کسی کا حوصلہ بد اسی وقت بڑھتا ہے جب فریق مخالف کی جانب سے اسے کسی مزاحمت کا خطرہ نہ ہو۔ ترکی کی مجاہدہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محترمہ ایم کیوا کی نے حجاب اوڑھ کر غیرتِ ایمانی کا ثبوت دیا ہے اور مسلم کہلانے والے ممبران پارلیمنٹ کی خفتہ غیرت کو بیدار کرنے کی کوشش کی ہے۔

خلافت عثمانیہ کے خاتمے کو پون صدی بیت رہی ہے کہ جب یورپی صیاد نے مسلمانوں کے عظیم اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا تھا۔ اور خلافت ایسے مرکزِ اتحاد کو صیہونی قوتوں کی مدد سے ختم کر دیا تھا۔ کیونکہ خلافت عثمانیہ کی قیادت میں مسلمانوں نے مغرب پر کاری ضربیں لگائی تھیں۔ جن سے لگنے والے زخم ابھی تک یہود و نصاریٰ چاٹ رہے ہیں۔ ترکوں میں نسلی تفاخر کا بیج مسلمانوں کا لبادہ اوڑھنے والے یہودی شعبدہ بازوں نے بویا تھا۔ انہوں نے عربوں میں بھی عرب نیشنلزم جیسے متعصبانہ نعرے کو فروغ دے کر تعصب کے پودے کو قد آور درخت میں بدل دیا۔ ایک یہودی شاطر تھیوڈور ہرتزل نے عثمانی خلافت کی فوجوں میں سیکولرازم کو رواج دینے کے لیے تمام تر صیہونی ہتھکنڈے استعمال کیے۔ جس کا نتیجہ کسی سے چھپا ڈھکا نہیں ہے۔ ترکی سیکولرازم کی بھول بھلیوں میں بھٹک کر اپنا اسلامی تشخص کھو چکا ہے۔ وہاں اسلام کے علاوہ ہر ازم قابل قبول ہے۔ ترکی جو کبھی ارضِ فلسطین کا سب سے بڑا محافظ تھا۔ اب یورپ اور امریکہ کے بعد اسرائیل کا سب سے بڑا حلیف ہے۔

عالمی استعمار ایک بار پھر عالم اسلام کا جغرافیہ بدلنے کے لیے پر تول رہا ہے۔ ترکی میں دینی تحریکوں میں شدت آ رہی ہے۔ اگرچہ ایسی ہر سر اٹھانے والی تحریک ریاستی جبر سے کچل دی جاتی ہے۔ مگر کب تک؟ سیکولرازم کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ رائے عامہ پر پہرے بٹھا دیئے جائیں۔ اگر کوئی خاتون ممبر پارلیمنٹ سر ڈھانپ کر اجلاس میں آتی ہے تو اس کے اس عمل کے پیچھے ان ہزاروں افراد کی تائید کارفرما ہوتی ہے جن کی وہ نمائندہ ہے۔ اگر حجاب کو دینی شعائر جان کر قدغن لگائی جائے تو یہ بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ یہ اس کا جمہوری حق بھی تو ہے۔ جس میں رخنہ ڈالنا درحقیقت سیکولرازم کے اصل چہرے سے نقاب ہٹا دینے کے مترادف ہے۔

پاکستانی معاشرہ میں بسنے والی خواتین کے لیے بھی یہ درسِ عبرت ہے کہ وہ ترک قوم، جس کے مذہب بیزار رہنماؤں نے تمام دینی ارکان و شعائر اور اقدار اذان، نماز، تلاوت پردہ، داڑھی، لباس اور زبان وغیرہ کو رجعت پسندی کا طعنہ دے کر مغربی اقدار کو قانوناً لاگو کر دیا تھا۔ اب اسی قوم کی خواتین سر اوڑھنے کا حق مانگ رہی ہیں۔ اور ہماری بیشتر جدید تعلیم یافتہ خواتین چند مغرب زدہ عوتوں کے بہکاوے میں آ کر مذہبی و معاشرتی حدود و قیود سے بغاوت کر رہی ہیں۔ یہ "پابندیاں" دراصل ان کے حقوق و ناموس کے تحفظ کی ضامن ہیں۔ انہیں مذہبی اقدار اور آزادی کی قدر ان ترک اور فرانسیسی مسلمان خواتین سے پوچھنی چاہیے جو اُن آزادیوں کے حصول کے لیے لڑ رہی ہیں۔ جو انہیں اسلام نے عطاء کی ہیں۔ اور دین دشمن عناصر انہیں غصب کیے بیٹھے ہیں۔ باور رہے کہ غیرت دینی سے سرشاری ہی انسانی فوز و فلاح کی ضامن ہے، جس سے تہی دامن قومیں ماضی کے اندھیروں کی مکین بن جایا کرتی ہیں۔ جنہیں تاریخ اپنے اوراق سے حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا کرتی ہے۔

© rasailojaraid.com